وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

عوامی فلاح کا تصور

اسلامی فلاحی ریاست کے لیے عملی اقدامات

سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالغفار

شعبہ علوم اسلامیہ، رحمۃ للعالمین ﷺ سیرت چیئر

یونیورسٹی آف اوکاڑہ۔ اوکاڑہ

ISBN: 978-627-7710-00-2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمين

عوامی فلاح کا تصور

اسلامی فلاحی ریاست کے لیے عملی اقدامات

سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی

ڈاکٹر عبدالغفار

شعبہ علوم اسلامیہ زیر سرپرستی رحمۃ للعالمین چیئر

یونیورسٹی آف اوکاڑہ - اوکاڑہ

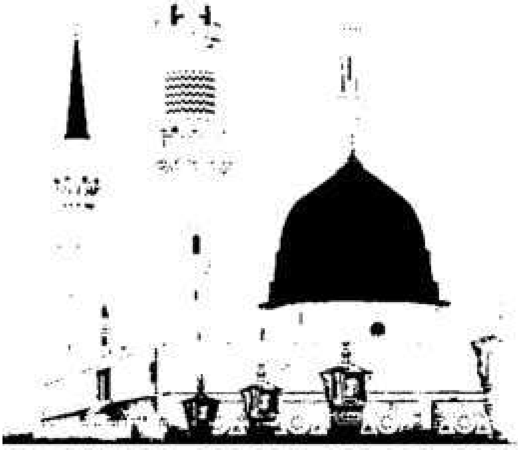

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:

عوامی فلاح کا تصور، اسلامی ریاست کیلئے عملی اقدامات(سیرت طیبہ سے رہنمائی)

مؤلف:

ڈاکٹر عبد الغفار

شعبہ علومِ اسلامیہ وڈائریکٹر سیرت چیئر

یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ0300-4881087

ترتیب وتزئین:

حافظ انتظار احمد 0306-4245048

پی ایچ ڈی شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ۔

معاون ایڈیٹر مجلہ الاضواء، پنجاب یونیورسٹی لاہور

آئی ایس بی این نمبر: 978-627-7710-00-2

ISBN:International Standard Book numbering Agency, Govt. of Pakistan, Dept. of Libraries, National Library of Pakistan

زیر اہتمام: شعبہ علوم اسلامیہ وسیرت چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

سال طباعت: 2024ء/1445ھ

ISBN: 978-627-7710-00-2

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

فلاح کا مفہوم : 4
فلاح انسانیت کے لیے غور و تدبر : 4
قبل از نبوت : 6
والدین کی خدمت : 10
عزیز و اقارب اور بے کس لوگوں کی خدمت: 11
عام مسلمانوں کی بھلائی او رخدمت : 13
مساکین و فقراء کی خدمت : 14
خدمت خلق کاجذبہ بذریعہ تعاون : 15
مظلوم کی مدد کرنا : 16
یتیم پروری : 16
قرض دین، قرض معاف کرنا : 17
عہد نبوی میں فلاحی سرگرمیوں کا طائرانہ جائزہ : 19
2۔ شفاخانوں کاقیام : 21
3۔ مساجد کی تعمیر : 22
4۔ سرائے اور قیام گاہیں تعمیر کرنا : 22
6۔ فلاح انسانیت کے دیگر امور : 24
I۔ ذرائع آمد ورفت کی 24

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

II۔ درخت لگانا: 25
III۔ اپنی پسند مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرنا : 27
IV۔ لڑائی جھگڑا کی صورت میں قطع تعلق کی مدت: 27
V۔ اکرام مومن : 27
VI۔ غیر مسلموں سے تعاون : 28
VII۔ ریاست سے تعاون : 28
احتساب کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ کی انتظامی تدابیر و نگرانی: 29
سیرت طیبہ کی روشنی میں فلاح انسانیت کے لیے مالی تعاون: 29
فلاح معاشرہ کے لیے دولت کی تقسیم کا طریق کار: 30
فقراء کی محبت اور ان کی معاشی کفالت : 31
اقدامات اور آئندہ کیلئے لائحہ عمل: 32

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوامی فلاح و بہبود کا تصور، اسلامی فلاحی ریاست کے لیے عملی اقدامات
سیرت طیبہؐ سے رہنمائی

فلاح کا مفہوم:

فلاح، فلح سے ماخوذ ہے جو کہ ف ل ح کے مادہ سے ہے جس کے معنی راہ پانا، حاصل کرنا اور کامیابی حاصل کرنا ہیں۔[1]

قرآن مجید میں ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا﴾[2]

"وہ کامیاب ہو گیا جس نے اپنا تزکیہ کیا۔"

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾[3]

"مومن کامیابی حاصل کر گئے۔"

قرآن مجید کا پیش کردہ تصور فلاح اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے اور اس فلاح کا تعلق صرف دنیاوی زندگی سے ہی نہیں بلکہ اخروی زندگی پر بھی محیط ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾[4]

"جو جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔"

فلاح انسانیت کے لیے غور و تدبر:

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ تُفْلِحُوا»[5]

---

(1) افریقی، محمد بن مکرم، ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت طبع ثالث، 1414ھ، 2/548

(2) الشمس 91: 9

(3) المؤمنون 23: 1

(4) آل عمران 3: 185

(5) احمد بن حنبل، المسند، دار الحدیث، قاہرہ، طبع اول، 1995ء، 3/692

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔“

اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآنی تصور کے مطابق اصل کامیابی وہ ہے جس سے دوزخ سے نجات اور جنت کا حصول ممکن ہو۔ یہی وجہ ہے آیت ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾[1] ”وہ کامیاب ہوا جس نے تزکیہ اختیار کیا۔“ میں کامیابی کو تزکیہ سے مشروط کیا گیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرائض منصبی میں سے ایک منصب یزکیھم[2] یعنی لوگوں کا تزکیہ کرنا بھی ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی پاکیزگی حاصل کر کے دنیاوی اور اخروی فلاح و کامیابی حاصل کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دل میں انسانیت کی فلاح کا جذبہ ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ آپ ﷺ ہر وقت اس غور و فکر میں رہتے کہ لوگوں کی بہتری اور بھلائی کیسے ہو؟ آپ ﷺ کی عارضی زندگی پر آخرت کو ترجیح دینے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کرتے۔ عام طور پر لوگوں کو ایمان کی ترغیب دیتے اور جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے کڑھتے رہتے۔ لوگوں کے احوال پر پریشان ہو جاتے۔ بلکہ بعض اوقات انہی سوچوں میں راتیں گزر جاتیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے:

«قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ»[3]

”آپ قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے۔“

اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾[4]

”آپ شائد ان کافروں کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے اس غم سے کہ یہ لوگ اس قرآن پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔“

اسی طرح یہ بھی ارشاد ہے:

﴿طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝﴾[5]

---

(1) الاعلیٰ 87: 14

(2) الجمعہ 62: 2

(3) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب تفسیر القرآن، باب لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ، دارالسلام، الریاض، 2008ء، رقم الحدیث: 4836

(4) الکہف 18: 6

(5) طٰہٰ 20: 1۔3

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”طہٰ، ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ یہ تو ہر اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو (اللہ سے) ڈرتا ہے۔“

قبل از نبوت:

رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب میں کوئی مضبوط سیاسی نظام نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے ایک طرح کا سیاسی و سماجی انتشار پایا جاتا تھا۔ اور لوگوں کی جان ومال محفوظ نہ تھے۔ باز پرس کرنے والا کوئی نہ تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر جنگ و جدال، خون ریزی اور ظلم وزیادتی کا بازار گرم ہو جاتا۔ اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش مشکل ہی سے ہوئی تھی۔ مکہ مکرمہ جیسے دار الامن اور مرکزی شہر کی حالت بھی کچھ اچھی نہیں تھی۔

دور جاہلیت میں لوگوں پر ظلم وستم، لوگوں کا حق کھانا بہت عام تھا۔ اس صورت حال کو بعض دردمند لوگوں نے بدلنا چاہا۔ مشورہ کے لیے عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے اور یہ فیصلہ کیا کہ ظلم وزیادتی کو ہر قیمت پر روکا جائے گا۔ کسی بھی شخص پر چاہے وہ مکہ کا رہنے والا ہو یا باہر سے آیا ہو۔ ظلم ہونے نہ دیا جائے گا۔ ظالم کے خلاف مظلوم کی حمایت کی جائے گی اور اسے اس کا حق دلوایا جائے گا اور ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد کی جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ بھی اس معاہدہ میں شریک تھے یہ معاہدہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا تھا۔

آپ ﷺ کے دل میں لوگوں کی خیر خواہی، بھلائی اور مظلوم کی مدد کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ دور جاہلیت میں یہ معاہدہ ”حلف الفضول“ کے نام سے معروف ہے۔ جس کا ذکر سیرت کی تقریباً تمام کتب میں ہے۔[1]

نبوت کے بعد بھی آپ ﷺ نے فرمایا اس معاہدے کے مطابق آج بھی اگر کوئی مجھے بلائے تو میں حاضر ہوں۔[2] بعد از نبوت آپ ﷺ نے نہ صرف چھوٹوں، بڑوں، والدین، اولاد، عورت، مرد، غلام، نوکر، غیر مسلم بلکہ حیوانوں تک کے حقوق مقرر فرمائے۔ ان سے بھی آپ ﷺ کے جذبہ خیر خواہی کا علم ہوتا ہے۔ آپ ﷺ ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی، ہمدردی اور حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

آپ ﷺ کو کسی نے دکھ دیتے نہیں دیکھا بلکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ ہی خیر و برکت کی باتیں کیں اور

---

(1) ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیر النبویہ، مصر، شرکۃ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، طبع ثانی، 1955ء، 1/140۔ 143

(2) ابن ہشام، السیر النبویہ، 1/140۔143

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ خدمت خلق کا باعث ہوئے۔ آپ ﷺ کا وجود مسعود ہی کائنات کے لیے رحمت تھا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾[1]

"اور ہم نے آپ کو تمام دنیاوالوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[2]

"(لوگو)! تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا ہے۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اسے گراں گزرتی ہے۔ وہ (تمہاری فلاح کا) حریص ہے، مومنوں پر نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔"

آپ ﷺ جب اپنی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کے گھر گئے تو وہاں برکات نازل ہوئیں۔ آپ ﷺ کو لے جانے والی سواری تیز ہوگئی۔ رضاعی والدہ کے ہاں آپ دائیں طرف سے دودھ پیتے تھے۔ کبھی آپ ﷺ نے بائیں طرف سے دودھ نہ پیا کہ وہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی کا حق تھا۔ اسی طرح ان کے گھر کی بکریاں چرنے جاتیں تو سیر ہو کر آتیں۔ آپ ﷺ سے پہلے اس طرح سے نہ تھا۔[3]

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کے متعلق ٹھیک کہا:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه

ثمال اليتامى عصمة للارامل[4]

"وہ سفید رنگ والے جن کی چہرے کی وجہ سے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں کے خیر خواہ اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔"

آپ ﷺ کا بچپن بھی لوگوں کی خیر خواہی میں گزرا۔

آپ ﷺ نے تجارت میں بھی لوگوں کی خیر خواہی کا پہلو سامنے رکھا۔ کبھی کسی کے سامنے جھوٹ نہیں بولا۔ کسی پر زیادتی نہ کی۔ مال میں کوئی نقص ہوتا تو بتا دیتے تھے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کی تجارت کے لیے تشریف

---

(1) الانبیاء 21: 107

(2) التوبہ 9: 128

(3) ابن برھان الدین، علی بن ابراہیم، السیرۃ الحلبیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی، 1427ھ، 1/90

(4) مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص:107

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے گئے تو وہاں بھی آپ مال کے بارے میں ہر لحاظ سے وضاحت کرتے رہے۔

جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا تو حضرت خدیجہؓ کے ریمارکس آپؐ کی ذات کے بارے میں یہ تھے:

«كَلَّا وَاللهِ مَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ» (1)

"ہر گز نہیں، اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔"

انسانی فلاح کا عملی اظہار خدمت خلق کی شکل میں رونما ہوتا ہے اور اس بارے میں تعلیمات نبوی و سیرت طیبہ ہمارے لیے بہترین رہنمائی کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فلاح و خدمت انسانیت کے لیے سنہری اصول متعین کیے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"خير الناس من ينفع الناس" (2)

"تم میں سب بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع دے۔"

نیز فرمایا:

«الْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ» (3)

"مخلوق اللہ کا عیال (کنبہ) ہے۔ پس اللہ کے نزدیک مخلوق میں سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے عیال کے لیے بہتر ہو۔"

مزید برآں اسی رویہ کو پروان چڑھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے فرمودات ہماری زندگی میں رہنمائی کرتے ہیں:

«وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ» (4)

"جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔"

---

(1) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی، کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 3

(2) علاء الدین، علی المتقی بن حسام الدین، کنز العمال، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، طبع خامس، 1981ء، 16/ 128، رقم الحدیث: 44154

(3) خطیب تبریزی، محمد عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع ثالث، 1985ء، رقم الحدیث: 4998

(4) نیساپوری، مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س۔ن، رقم الحدیث: 58

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ»[1]

”جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا رہے گا۔ جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے گا۔“

خدمت خلق کے یہ سنہری اصول فلاح بنی آدم کا حقیقی مظہر ہیں، جن سے قوموں کی زندگیوں میں معاشی، معاشرتی، سماجی کامیابیاں رونما ہوتی ہیں۔ خدمت خلق کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ انسان کی اپنی ذات، عزیز و اقارب، پڑوسی، دوست احباب، عورت، غلام، قیدی، غیر مسلم، جانور حتی کہ فیصلوں تک کے حقوق متعین کر کے دراصل خدمت خلق کا درس دیا گیا ہے۔ ان میں انفرادی اور اجتماعی فلاح کا راز مضمر ہے۔ تمام ادیان میں لوگوں کی بھلائی کا تصور ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآىِٕلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾[2]

”نیکی یہی نہیں کہ تم اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف پھر لو۔ بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر، روز قیامت پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔ اور اللہ سے محبت کی خاطر اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں کو اور غلامی سے نجات دلانے کے لیے دے۔ نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے۔ نیز (نیک لوگ وہ ہیں کہ) جب عہد کریں تو اسے پورا کریں اور بدحالی، مصیبت اور جنگ کے دوران صبر کریں۔ ایسے ہی لوگ راست باز ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔“

اب ہم فلاح انسانی کے اجتماعی اصولوں کو زیر بحث لاتے ہیں جن پر سیرت طیبہ کی روشنی میں عمل پیرا ہونے سے ہی انسانی فلاح کا متضمن ہونا ممکن ہو سکے گا۔ مثلاً ارشاد نبوی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا

(1) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، رقم الحدیث: 38(2699)

(2) البقرہ 2: 177

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ»[1]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کے مومن پر چھ حقوق ہیں، (1) جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے (2) اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہو (3) اس کی دعوت قبول کرے (4) اگر اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے (5) اسے چھینک آئے تو جواب دے (6) اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے

اس حدیث سے مجموعی طور پر ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا سبق ملتا ہے جس میں آپس کے تعلقات میں ایک دوسرے کی خیر خواہی مطلوب ہے۔ سیرت طیبہ سے ان تمام قیمتی نصائح کی تصویر یوں سامنے آتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ»[2]

"دین کیا ہے خلوص یعنی سچائی۔ لوگوں نے عرض کیا کس کے ساتھ یا رسول اللہ ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ (یہ کہ اس کی عبادت کرے سچے دل سے اس سے خوف رکھے سچے دل سے نہ کہ ریاکاری کے ساتھ) اور اس کی کتاب کے ساتھ یقین رکھے (یعنی اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرے) اور اس کے رسول کے ساتھ یقین رکھے اور تمام مسلمانوں اور امام کے ساتھ (اخلاص قائم رکھے)۔"

والدین کی خدمت:

دنیاوی رشتوں میں انسانی کی بھلائی کرنے کے سب سے زیادہ مستحق والدین ہیں۔ اسلام نے ان سے خیر خواہی اور حسن سلوک کا حکم دیا ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ

---

[1] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی تشمیت العاطس، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء، رقم الحدیث : 2737

[2] سنن نسائی، کتاب البیعۃ، باب النصحیۃ الامام، رقم الحدیث : 4197

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا﴾(1)

”آپ کے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ: تم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انھیں اف تک نہ کہو، نہ ہی انھیں جھڑکو اور ان سے بات کرو تو ادب سے کرو۔ اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ: پروردگار! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپنے میں مجھے (محبت وشفقت) سے پالا تھا۔“ ماں کا درجہ سب سے بڑھ کر ہے۔“

ارشاد نبوی ہے:

«الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ»(2)

”جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔“

والد کی اطاعت اور احترام کے متعلق ارشاد نبوی ہے:

«رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ»(3)

”والد کی خوشی میں رب کی خوشی ہے اور والد کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔“

عزیز واقارب اور بے کس لوگوں کی خدمت:

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا﴾(4)

”اور رشتہ دار کو اس کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق ادا کرو، اور فضول خرچی نہ کرو۔“

اس طرح اور بے سہارا لوگوں کا خیال رکھنے کی تاکید ہے۔ اسلام ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک اور محبت کا درس دیتا ہے۔ خونی رشتہ داروں کے علاوہ باقی لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اللہ

(1) الاسراء17: 23-24
(2) کنز العمال،16/461، رقم الحدیث: 45439
(3) جامع ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم الحدیث: 1899
(4) الاسراء17: 26

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی نبوت سے قبل بھی یہ صفت تھی۔

اسلام میں ہر مستحق کی خدمت ضروری ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ»[1]

''کسی مسکین کو (جس سے رشتہ نہ ہو) صدقہ دینا محض ایک صدقہ ہے لیکن وہی صدقہ کسی رشتہ دار کو دیا جائے تو یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی)۔''

گویا رشتہ دار پر خرچ کرنا دوگنا ثواب کا باعث ہے۔ ایک پہلو سے یہ ایک عام صدقہ ہے جس طرح دوسرے صدقات ہیں۔ دوسرے پہلو یہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ ہمسایہ سے معاشرتی زندگی میں ایک الگ تھلگ نہیں رہ سکتا ان کے حقوق اور لوگوں سے زیادہ ہیں۔ ہمسایہ کی تین قسمیں ہیں:

1۔ رشتہ دار　　2۔ جس سے صرف ہمسائیگی کا تعلق ہو۔

3۔ جس کا اتفاق سے یا کبھی بھی ساتھ ہو جاتا ہے۔

4۔ سکول، کالج اور دفتر میں جن لوگوں کا ساتھ ہو وہ بھی ایک طرح کے ہمسایہ ہیں۔

.......اسلام میں انسان کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا تھوڑی بہت دیر کے لیے بھی ساتھ ہو جائے تو اس کا حق قائم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ رفاقت مستقل ہو تو اس کا حق اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ»[2]

''حضرت جبریل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اس قدر تاکید فرماتے تھے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیں گے۔''

اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ صرف اپنوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے ماننے والوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تلقین کرتا ہے۔ جس طرح ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ ﷺ نے حسن سلوک کا مظاہرہ کیا تھا۔ نیز فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابو سفیان کا واقعہ مشہور ہے کہ جب آپ نے اپنے لشکروں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے تھے تو

(1) سنن ترمذی، ابواب الزکوۃ، باب ماجاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ، رقم الحدیث:658

(2) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الوصاۃ بالجار، رقم الحدیث:6015

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، بہت زیادہ خوف زدہ تھے وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا کر آپ ﷺ کے سامنے پیش ہوئے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف انہیں معاف کیا بلکہ اعلان کر دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لیے بھی معافی کا اعلان ہے:

«مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ»(1)

"جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اس کو امن ہو گا۔"

عام مسلمانوں کی بھلائی اور خدمت:

عام مسلمانوں کی خیر خواہی اور بھلائی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»(2)

"جو آدمی کسی مسلمان سے دنیا کی کسی سختی کو دور کرتا ہے تو اللہ قیامت کی سختیوں سے اس سختی اور پریشانی کو دور کریں گے۔"

بلکہ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ انسان کی ضرورت اور حاجت کو اپنی ضرورت اور حاجت قرار دیتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي»(3)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے دن

(1) مسلم، الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب فتح مکۃ، رقم الحدیث: (86)1780
(2) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم والغصب، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ، رقم الحدیث: 2442
(3) مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل عیادۃ المریض، رقم الحدیث: (43) 2569

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی وہ کہے گا اے پروردگار میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا وہ کہے گا اے پروردگار میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے تو اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا وہ کہے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں دوسروں کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے۔

مساکین و فقراء کی خدمت:

مسکین اور فقیر کو کھانا کھلانا بھی کار ثواب ہے۔ مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ انہیں اس حالت سے نکالیں اور ان کے فقر و احتیاج کو مستقل طور پر ختم کرنے کی کوشش کریں کہ وہ معاشرے میں باوقار اور اطمینان کی زندگی گزار سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوِ القَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ»[1]

"بیواؤں اور مسکینوں کے لیے سعی وجہد کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے یا رات میں قیام کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے کی مانند ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک فرمایا:

«فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ»[2]

(1) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ علی الاھل، رقم الحدیث: 5353

(2) ایضاً، کتاب الجھاد والسیر، باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب، رقم الحدیث: 2896

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تمہارا رزق اور تمہاری مدد اللہ کی طرف سے ضعفاء کی وجہ سے ہوتی ہے۔"

قرآن نے اہل ایمان کی یہ صفات بیان کی ہیں:

﴿وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا﴾ (1)

"اور خود کھانے کی محبت کے باوجود وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں۔ (اور انہیں کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ ہمیں اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو چہروں کو کریہہ المنظر اور (دلوں کو) مضطر کرنے والا ہوگا۔"

اپنی ضرورتوں پر ترجیح دے کر دوسرے کی ضرورت کو پورا کرنا مومن کی صفت ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (2)

"اور ان (مہاجرین) کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ خود فاقہ سے ہوں اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔"

بیواؤں اور مسکینوں کے لیے دوڑ دھوپ میں وہ ساری کوششیں شامل ہیں جو ان کی فلاح و بہبود کے لیے کی جائیں۔ ان میں ان کی ضروریات کی تکمیل ان کے لیے روزگار فراہم کرنا اور ان کو سماج میں باوقار زندگی گزارنے کے قابل بنانا وغیرہ۔ سب کچھ آجاتا ہے۔

خدمت خلق کا جذبہ بذریعہ تعاون:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر اور افضل عمل کون سا ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ قُلْتُ فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ أَعْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ تُعِينُ ضَايِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ قَالَ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ» (3)

---

(1) الدھر 76: 8-10

(2) الحشر 59: 9

(3) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العتق، باب ای الرقاب افضل، رقم الحدیث: 2518

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے پوچھا کس قسم کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو بہت زیادہ بیش قیمت ہو اور اس کے مالکوں کو بہت پسند ہو میں نے پوچھا اگر میں یہ نہ کر سکوں آپ ﷺ نے فرمایا کسی کاریگر کی مدد کرو یا کسی بے ہنر کے لئے کام کر دو انہوں نے پوچھا اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ (یعنی ان کے ساتھ برائی کرنے سے باز آ) اس لئے کہ وہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنے آپ پر کرتا ہے۔"

اس حدیث میں ایمان باللہ، جہاد فی سبیل اللہ اور غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت کے بعد جو شخص غربت میں مبتلا ہو اور گزران کی صورت نہ ہو اس کی مدد ضرورت کے مطابق کی جائے اور مدد اپنی حیثیت کے مطابق کی جائے۔

مظلوم کی مدد کرنا:

اسلام میں خدمت خلق یہ ہے کہ جن افراد پر ظلم ہو رہا ہو ان کی مدد کی جائے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ.......وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ» [1]

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا۔ ان میں ایک بات یہ تھی کہ مظلوم کی مدد کی جائے۔"

مظلوم کی مدد کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ قانونی بھی اور اخلاقی بھی، معاشی حالت کا ٹھیک کرنا بھی اس میں داخل ہے اور نفسیاتی طور پر اسے یہ یقین دلانا بھی اس میں آتا ہے کہ وہ سوسائٹی میں یکا و تنہا نہیں ہے اس پر ظلم ہو تو اسے روکنے کی کوشش کی جائے گی اور اس کی مشکلات میں اس کا ساتھ دیا جائے گا۔

یتیم پروری:

اسلام سے قبل لوگ یتیموں کا مال کھا جاتے تھے۔ قرآن مجید میں یتیموں کے مال کو غصب کرنے والوں کو اس طرح تنبیہ کی گئی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾ [2]

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب تشمیت العاطس اذا حمد اللہ، رقم الحدیث : 6222

[2] النساء 4: 10

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں وہ در حقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔“

حدیث نبوی ہے:

«كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ» (1)

”یتیم کی یا کسی غیر کی کفالت کرنے والا، میں اور وہ جنت میں ایک ساتھ ہوں گے۔“

ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى» (2)

”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا اس طرح ہوں گے درمیانی اور شہادت کی انگلی ملا کر فرمایا۔“

قرض دین، قرض معاف کرنا:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ﴾ (3)

”کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ اچھا قرض، تا کہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا کر واپس دے اور اس کے لیے بہترین اجر ہے۔“

حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ تین آدمی ایک ابرص دوسرا نابینا تیسرے گنجے کو اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا وہ فرشتہ ابرص کے پاس آکر کہنے لگا کون سی چیز تجھ کو زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا مجھ کو اچھی رنگت اور خوبصورت چمڑہ مل جائے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے دیں اور گھن نہ کریں۔ فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور خوبصورت رنگت اور اچھی کھال نکل آئی پھر اس سے دریافت کیا تجھ کو کون سا مال محبوب ہے؟ اس نے کہا اونٹ یا گائے (راوی کو اس میں شک ہے کہ کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ مانگا اور دوسرے نے گائے) لہٰذا ایک گابھن اونٹنی اس کو عطا کی فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ برکت دے پھر گنجے کے پاس آیا آکر کہا کہ تجھ کو کون سی چیز مرغوب ہے؟ اس نے کہا میرے اچھے بال نکل آئیں

---

(1) مسلم، الصحیح، کتاب الزھد والرقائق، باب الاحسان الی الارملۃ والمسکین والیتیم، رقم الحدیث: 2983(42)

(2) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب فضل من یعول یتیما، رقم الحدیث: 6005

(3) الحدید 57: 11

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں پھر پوچھا تجھ کو کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے ایک گابھن گائے اس کو دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عنایت کرے پھر اندھے کے پاس آکر پوچھا تجھ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ کہا میری آنکھوں کو درست کر دو کہ تمام لوگوں کو دیکھ سکوں فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی پھر دریافت کیا تجھ کو کیا مال پیارا ہے؟ کہا بکری لہذا اس کو ایک گابھن بکری عطا کر دی تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے تھوڑے دنوں میں ان کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اس کی گائیوں سے اور اس کی بکریوں سے پھر بحکم الٰہی فرشتہ اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں میرے سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے آج میرے پہنچنے کا اللہ کے سوا کوئی ذریعہ نہیں پھر میں اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگ اور عمدہ کھال عنایت کی تجھ سے ایک اونٹ کا خواستگار ہوں کہ اس پر سوار ہر کر اپنے گھر پہنچ جاؤں وہ بولا یہاں سے آگے بڑھ دور ہو مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں میرے پاس تیرے دینے کی گنجائش نہیں ہے فرشتہ نے کہا شاید میں تجھ کو پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تو مفلس نہیں تھا؟ پھر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مال عنایت فرمایا اس نے کہا واہ! کیا خوب! یہ مال تو کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسے پہلے تھا پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا فرشتہ نے جواب دیا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کرے جس طرح پہلے تھا پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں آج اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی ذریعہ میرے مکان تک پہنچنے کا نہیں ہے میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تمہیں بینائی بخشی ہے تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کاروائی کر کے سفر پورا کروں اس نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرام سے مجھ کو بینائی عنایت فرمائی جتنا تیرا دل چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا واللہ میں تجھ کو کسی چیز سے منع نہیں کرتا فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہ چاہیے مجھے تو فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض۔[1]

حدیث میں ایک شخص کے متعلق ہے کہ لوگوں کے قرض معاف کرتا تھا اور کہا کرتا تھا:

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، رقم الحدیث: 3464

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ»[1]

"اسے معاف کر دو شاید اللہ ہمیں معاف کر دے چنانچہ اللہ نے اسے معاف کر دیا۔"

جب قرآن مجید کی آیت:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾[2]

نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا باغ اللہ کے لیے وقف کر دیا۔[3]

عہد نبوی میں فلاحی سرگرمیوں کا طائرانہ جائزہ:

1۔ آپ ﷺ کی تعلیمی سرگرمیاں:

قوموں کو اس وقت عروج حاصل ہوتا ہے جب علم میں ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ علم کی قدر و منزلت کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے مسلمان کو علم کی طرف راغب کیا اور آنحضور ﷺ کے کئی ارشادات ہیں جن سے علم کی اہمیت روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»[4]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

مسلمان پر علم فرض قرار دیا تاکہ ایک مسلم دنیا کے رائج علوم میں ماہر ہو کر اپنی دنیوی اور اخروی ہر دو زندگی کو آسان بنا سکے اور اپنے ملک اور قوم کی فلاح و کامیابی کے متعلق سوچے۔

اللہ تعالیٰ علم حاصل کرنے پر مسلمان کی حوصلہ افزائی یوں فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾[5]

---

(1) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب من انظر معسرا، رقم الحدیث: 2078

(2) آل عمران 3: 92

(3) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1491ھ، 1/506

(4) قزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب افتتاح الکتاب، باب فضل العلماء والحث علی طالب العلم، دار احیاء الکتب العربیہ، فیصل عیسی البابی الحلبی، س۔ن، رقم الحدیث: 224

(5) فاطر 35: 28

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔“

پھر قرآن مجید مزید اہمیت علم کو عالم کو غیر عالم پر فضیلت کے انداز میں بیان کرتا ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ (1)

”کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ مگر ان باتوں سے سبق تو وہی حاصل کرتے ہیں جو اہل عقل و خرد ہوں۔“

سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًى بِمَا يَصْنَعُ» (2)

”بے شک علم حاصل کرنے والے کے لیے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اس چیز سے خوش ہو کر جو وہ کرتا ہے۔“

آپ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«يا زيد، تعلَّمْ لهُ كتابَ يهود قالَ إنّي واللهِ ما آمنُ يهودَ على كتابي» (3)

”اے زید! یہود کی کتابت سیکھ لو اللہ کی قسم میں اپنے خطوط کے بارے میں یہود سے مطمئن نہیں ہوں۔“

اصحاب صفہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا تعلق بھی علم و عمل کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ مسجد نبوی میں دو مجالس میں سے علمی مجلس کو آپ کا پسند کرنا بھی اہمیت علم کو واضح کرتا ہے۔ دونوں کی تعریف فرمائی ذکر والی اور علم والی لیکن خود علمی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ (4)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(1) الزمر 39: 9

(2) حاکم، محمد بن عبد اللہ، مستدرک حاکم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1990ء، 1/100

(3) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، باب ترجمۃ الاحکام، وھل یجوز ترجمان واحد، رقم الحدیث: 7195

(4) الہاشمی، ڈاکٹر محمد علی، اسلامی طرز زندگی، دار الاندلس، لاہور، س۔ن، ص:88

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"میرے رب نے مجھے بہترین علم سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔"[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جن صحابہ سے علم حاصل کرتے ان کا بہت احترام کرتے، ایک دفعہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب کو تھام لیا انہوں نے فرمایا اے ابن عم رسول کیا کرتے ہو؟ تو فرمایا ہمیں ایسے علماء و کبراء سے اس طرح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"علم حاصل کرو اور اس کے لیے سکون و وقار بھی سیکھو اور جن سے تعلیم حاصل کرتے ہو ان کا احترام کرو اور متکبر علماء میں سے نہ بن جاؤ۔"[3]

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے امام مالک سے ادب سے افضل علم حاصل نہیں کیا۔"[4]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو حدیث طلب کرے اس کے لیے وقار، سکون اور خشیت کا ہونا لازمی ہے۔ اور پہلے لوگوں کے آثار کی اتباع کرو۔"[5]

صفہ کے علاوہ مختلف مقامات پر آپ ﷺ نے تعلیمی مراکز قائم فرمائے تاکہ لوگ علم حاصل کریں۔ صفہ گویا اسلام کی پہلی اقامتی یونیورستی تھی۔

2۔ شفاخانوں کا قیام:

اسلام سے قبل عرب میں علاج کرانا ایک لحاظ سے ہر شخص کا ذاتی یا زیادہ سے زیادہ خاندانی مسئلہ تھا۔ جسے طاقت اور وسائل کے مطابق حل کیا جاتا تھا۔ شفاخانوں یا ہسپتالوں کا وجود نہیں تھا۔ لیکن اسلام کی آمد کے بعد شفاخانوں کی بنیاد پڑ گئی۔ صحابیہ حضرت رفیدہؓ نے مسجد نبوی کے پاس ایک خیمہ لگا رکھا تھا جس میں وہ محض ثواب کی

---

(1) الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ص:182

(2) ظفر، عبد الرؤف، ڈاکٹر، علوم الحدیث، قدوسیہ اسلامک پریس، لاہور، س۔ن، ص:142

(3) قرطبی، یوسف بن عبد اللہ، جامع بیان العلم، سعودی عرب، دار ابن الجوزی، طبع اول، 1994ء، 1/151

(4) ابن عبد البر، جامع بیان العلم، 1/153

(5) ایضاً، 2/14

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاطر جنگ میں زخمی ہونے والے ان افراد کی مرہم پٹی اور علاج کرتی تھی۔ جن کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم سے کہا کہ وہ انہیں اس خیمہ میں رکھیں تا کہ وہ قریب رہیں اور عیادت کرنے میں آپ ﷺ کو آسانی ہو۔[1]

3۔ مساجد کی تعمیر:

مساجد کی تعمیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے کی جاتی ہے۔ اس کی تعمیر براہ راست عبادت میں تعاون ہے۔ لیکن دور اول میں مساجد عبادت کے علاوہ مسلمانوں کے تعلیمی، سماجی اور سیاسی مراکز کی بھی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی یہ حیثیت اب بہت کچھ بدل چکی ہے۔ اس لیے رفاہی خدمات کے ذیل میں ان کا ذکر ضرور کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ بَنَى مَسْجِدًا وَجهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ»[2]

”جس کسی نے اللہ کی رضا کی طلب میں کوئی مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس طرح کا گھر جنت میں بنائے گا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تعمیر مسجد بہت کار ثواب ہے۔

مسجد ایک بہت بڑا رفاہی ادارہ ہے۔ جس میں مسلمانوں کی عبادات وملاقات سے لے کر معاملات کے فیصلے تک کیے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب کبھی سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، لوگوں سے ملتے ان کے حالات معلوم کرتے بعض فیصلے کرتے اور بعد ازاں گھر تشریف لے جاتے۔ مسجد کو ہر جگہ تعلیمی مرکز کی حیثیت ہونی چاہیے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مسجد نبوی میں صفہ ایک ایسا ادارہ تھا جہاں خوراک اور لباس سے غریبوں کی مالی اعانت کی جاتی تھی۔ یہ بات بہت خوش آئند ہے کہ مغربی ممالک میں مساجد اخلاقی اداروں کا کام سر انجام دے رہی ہیں۔ عبادت، تعلیم و تعلم اور شادی بیاہ جیسے فنکشنز وہاں سر انجام پاتے ہیں۔

4۔ سرائے اور قیام گاہیں تعمیر کرنا:

رفاہی خدمات میں سے ہوٹلوں اور مسافر خانوں کی تعمیر ہے۔ جہاں مسافروں کو بہتر سہولتیں حاصل ہوں۔

---

(1) ابن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ، 258/3

(2) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجد، رقم الحدیث: 450

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور دیس سے دوری کیوجہ سے انہیں مشکلات کا سامنانہ کرنا پڑے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے۔ جس سے اس کا اجر و ثواب اور فضیلت ظاہر ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ»[1]

"مومن کے مرنے کے بعد بھی جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے ان میں سے چند اعمال یہ ہیں علم جو لوگوں کو سکھا کر پھیلایا (اس میں تدریس، وعظ، تصنیف وافتاء وغیرہ سب داخل ہیں) اور جو صالح اولاد چھوڑی اور قرآن کریم (مصحف) جو میراث میں چھوڑا یا کوئی مسجد بنائی یا مسافر خانہ بنایا یا کوئی نہر جاری کی یا جیتے جاگتے صحت و تندرستی میں اپنی کمائی سے کچھ صدقہ کر دیا ان سب کا اجر اسے مرنے کے بعد ملتا رہے گا۔"

اس حدیث میں رفاہ عامہ کے بعض خاص کاموں کا ذکر ہے۔ اور انہیں صدقات جاریہ کہا گیا ہے۔ ان میں مسافروں کے لیے مکان اور سرائے کی تعمیر بھی ہے۔ ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلاَّ مِنْ ثَلاَثٍ: صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ، وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ، وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ»[2]

"جب انسان انتقال کر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے صدقہ جاریہ، یا وہ علم جو اس کو فائدہ دے یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا گو ہو۔"

5۔ کنویں کھدوانا:

پانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے۔ آج کے ترقی دور میں بھی صاف پانی کی فراہمی اور ضرورت کے مطابق فراہمی کا بڑا مسئلہ ہے۔ اسلام نے اس کی طرف جس طرح توجہ دلائی ہے۔ اس کا اندازہ اوپر کی اس روایت سے ہو سکتا ہے جس میں بندگان خدا کے لیے نہر کی تعمیر کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے چاہا کہ ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کریں

(1) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب افتتاح الصلاۃ، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم الحدیث: 242

(2) ترمذی، سنن ترمذی، ابواب الاحکام، باب فی الوقف، رقم الحدیث: 1376

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا صدقہ سب سے اچھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کنواں کھدوانا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ماں کے نام سے کنواں کھدوایا۔[1]

6۔ فلاح انسانیت کے دیگر امور:

i۔ ذرائع آمد و رفت کی

کسی قوم یا ملک کی ترقی میں آمد و رفت کے ذرائع کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے، جہاں راستے صاف ستھرے اور محفوظ و مامون ہوں۔ سفر کی دشواریاں کم سے کم تر ہوں اور زیادہ سے زیادہ سہولتیں اور آسانیاں پائی جائیں۔ وہاں ترقی کے مواقع بھی اسی تناسب سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر ہوئی ہے۔ پُر خطر راستوں کو سفر کے قابل بنایا جاتا ہے۔ سفر کو حادثات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مسافر کو سہولت اور آرام پہنچایا جاتا ہے۔

اسلام نے رفاہی خدمات کی ذمہ داری ریاست کے افراد پر ڈالی ہے اور ان افراد کو کہا گیا ہے کہ وہ راستوں کو صاف رکھیں اور ان پر جو رکاوٹیں ہوں انہیں دور کریں۔

اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت معروف ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ»[2]

”ایمان کی کچھ اوپر ستر یا کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں جن میں سب سے بڑھ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا قول ہے اور سب سے ادنیٰ تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کر دینا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے تاکید کی کہ وہ راستے کو اس کا حق دیں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا راستے کا حق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

«غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ»[3]

”آنکھوں کو نیچے رکھنا، راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی

---

(1) ابو داوٗد، سنن ابی داوٗد، کتاب الزکاۃ، باب فی الرخصۃ فی ذلک، رقم الحدیث : 1681

(2) مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب شعب الایمان، رقم الحدیث : 58 (35)

(3) مسلم، الصحیح، کتاب السلام، باب من حق الجلوس علی الطریق رد السلام، رقم الحدیث : 3(2161)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے روکنا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ، فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ، كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ»(1)

"میں نے ایک شخص کو جنت میں پھرتا دیکھا اس وجہ سے کہ اس نے راستہ میں موجود ایک ایسا درخت کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔"

ii۔ درخت لگانا:

فلاح انسانیت میں سے لوگوں کے گزرنے میں آسانی پیدا کرنا بھی شامل ہے۔ گرمیوں میں سایہ کی سہولت درخت لگا کر مہیا کرنا، ماحول کو آلودہ ہونے سے بچانے کے لیے راستے کے کناروں پر درختوں کا لگانا بھی خلق خدا کی بھلائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ»(2)

"مسلمان جو بھی میوہ دار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس سے پرندے، آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں اس کا ثواب اس کو ملتا ہے۔"

یہ صدقہ جاریہ ہی کی ایک صورت ہے جب انسان مرتا ہے تو اس کے لگائے ہوئے درخت سے لوگ متنفع ہوتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ»(3)

---

(1) مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب النہی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم، رقم الحدیث: 129 (1914)

(2) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المزارعۃ، باب فضل الزرع والغرس اذا اکل منہ، رقم الحدیث: 2320

(3) جامع ترمذی، ابواب الاحکام، باب فی الوقف، رقم الحدیث: 1376

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں البتہ تین عمل (باقی رہتے ہیں) صدقہ جاریہ علم کہ اس سے نفع ہو رہا ہو اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔“

حضرت سعید بن ابی بردۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے عرض کیا گیا اگر یہ نہ ہو سکے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنے ہاتھوں سے کمائے اور اپنے آپ کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے، عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا ضرورت مند مصیبت زدہ کی مدد کرے، آپ سے عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آپ (ﷺ) نے فرمایا نیکی کا حکم کرے اور یہ بھی نہ کر سکے تو آپ (ﷺ) کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا برائی سے رک جائے اس کے لئے یہ بھی صدقہ ہے۔“[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”خیرات کرنے میں جلدی کیا کرو کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی۔“[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ القِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ»[3]

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو ظالم کے حوالہ کرے، (کہ اس پر ظلم کرے) اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کی فکر میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص مسلمان سے اس کی مصیبت کو دور کرے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتیں اس سے دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، تو اللہ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی کرے گا۔“

(1) مسلم، الصحیح، رقم الحدیث: 2333

(2) مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث: 1887

(3) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم والغصب، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ، رقم الحدیث: 2442

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

iii۔اپنی پسند مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»[1]

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی بندہ ایماندار نہیں بن سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

iv۔لڑائی جھگڑا کی صورت میں قطع تعلقی کی مدت:

حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا&

«لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ: فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ»[2]

” یہ بات کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔اس طرح کہ دونوں ملیں اور یہ ادھر منہ پھیر لے اور وہ ادھر منہ پھیر لے۔سنو!ان دونوں میں اچھاوہ ہے جو پہلے سلام کرے۔“

v۔اکرام مومن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے فرمایا:

«مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ»[3]

”اے کعبہ تو کتنا پاک ہے اور تیری کیا عمدہ خوشبو ہے اور تیری کتنی عزت اور حرمت ہے۔قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے مومن کی عزت اللہ کے نزدیک تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔“

---

(1) بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب الاخیہ مایحب لنفسہ، رقم الحدیث : 13

(2) بخاری، کتاب الادب، باب الھجرۃ، رقم الحدیث : 6077

(3) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، رقم الحدیث:3932

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

vi۔ غیر مسلموں سے تعاون:

انسانوں کی خدمت اور ان کی فلاح و بہبود کے کام میں غیر مسلم تنظیموں اور اداروں کے ساتھ تعاون میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اس سلسلہ میں قرآن مجید نے یہ اصولی تعلیم دی ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾(1)

"نیکی اور خدا ترسی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، گناہ اور سرکشی کے کاموں میں نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔"

vii۔ ریاست سے تعاون:

خدمت خلق کا سب سے بڑا ادارہ ریاست ہے۔ افراد اور تنظیمیں ہزار طاقت ور سہی لیکن ان کی طاقت بہر حال محدود ہوتی ہے۔ ان کو اتنے وسائل و ذرائع حاصل نہیں ہوتے کہ ہر پہلو سے معاشرے کی خدمت کر سکیں اور اس کی تمام مشکلات کو حل کر دیں۔ ریاست غیر معمولی وسائل و ذرائع کی مالک ہوتی ہے اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقے استعمال کر سکتی ہے۔ اس لیے ایک فلاحی ریاست کی یہ قانونی اور اخلاقی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے کہ پورے معاشرے کی تعمیر اس ڈھنگ سے کرے کہ کوئی بھی شخص ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے اور اسے وہ تمام سہولتیں اور مواقع حاصل ہوں جو اس کی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ اگر ریاست اپنی ذمہ داری کو محسوس نہ کرے تو اس کا وجود بے معنی ہے لیکن ریاست اتنی بڑی ذمہ داری سے اسی وقت سبک دوش ہو سکتی ہے جبکہ افراد اس سے تعاون کریں۔ محض ریاست کی کوشش سے معاشرہ غربت، افلاس، جہالت، بے روزگاری جیسی مصیبتوں سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر فرد میں معاشرہ کو پستی سے نکالنے اور اوپر اٹھانے کا جذبہ پایا جائے۔ ریاست اور افراد کے اشتراک و تعاون ہی سے خدمت خلق کا حق ادا ہو سکتا ہے اس کے بغیر یہ کام ہمیشہ ادھورا اور ناقص ہی رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا»(2)

"جس نے مال چھوڑا وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے اور جس نے قرض چھوڑا وہ ہم پر ہے۔"

(1) المائدہ 5: 2

(2) مسلم، الصحیح، کتاب الفرائض، باب من ترک مالا فلورثتہ، رقم الحدیث: 4161

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احتساب کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ کی انتظامی تدابیر و نگرانی:

جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک غلہ کے ڈھیر میں دست مبارک ڈالا وہ گیلا تھا۔ غلہ والے سے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا بارش کا پانی پہنچ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں (کہ وہ بھیگا ہے) نیز فرمایا:

«مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا»[1]

"جو شخص دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے نگران مقرر فرما دیے تھے کہ جو شخص شہر سے باہر ہی (سوار) غلہ (اور دیگر اشیاء) کو فروخت کرے اس کو روکیں اور تاکید کریں کہ وہ بازار میں لا کر بیچے، اسی طرح بغیر ناپ و تول کے اندازہ کر کے غلہ فروخت کرنے کی بھی ممانعت فرمائی تھی اور حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو مکہ کے بازاروں کا عامل بنایا تھا۔[2] آپ ﷺ نے دھوکہ دہی کی تمام صورتوں کی خرید و فروخت کو ناجائز قرار دیا:

«نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الغَرَرِ»[3]

"رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا۔"

سیرت طیبہ کی روشنی میں فلاح انسانیت کے لیے مالی تعاون:

اسلام نے فلاح انسانی کے ضمن میں ایک دوسرے کی مالی معاونت کا بھی بہت خیال رکھا ہے جیسا کہ دوسروں کی مدد کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر حکم الٰہی صادر ہوا:

﴿يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ﴾[4]

"آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دو کہ جو زائد از ضرورت ہو۔"

پھر اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں ایک دوسرے کی مالی اعانت کرنے کی بہت تاکید کی۔ زکوٰۃ کے مصارف کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

---

(1) ترمذی، سنن ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، رقم الحدیث: 1315

(2) کتانی، عبد الحئی، دور نبوی کا نظام حکومت، ادارہ القرآن والعلوم، کراچی، 1991ء، ص:148

(3) ترمذی، سنن ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع الغرر، رقم الحدیث: 1230

(4) البقرہ 2: 219

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾(1)

”صدقات تو دراصل فقیروں مسکینوں اور ان کارندوں کے لئے ہیں جو ان (کی وصولی) پر مقرر ہیں۔ نیز تالیف قلب غلام آزاد کرانے قرضداروں کے قرض اتارنے، اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر خرچ کرنے کے لئے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔“

پھر اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَفِي أَمْوَٰلِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾(2)

”اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہے۔“

قرآن مجید نے زکوٰۃ اغنیاء کے مال کو پاک کرنے کا ذریعہ بیان فرمایا:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾(3)

”اے نبی ﷺ تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ»(4)

”زکوٰۃ ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء کو دی جاتی ہے۔“

فلاح معاشرہ کے لیے دولت کی تقسیم کا طریق کار:

سیرت طیبہ کی روشنی میں فلاح معاشرہ کی خاطر دولت کی بھی ایک منصفانہ تقسیم کی گئی ہے اور اس منصفانہ تقسیم کے تحت دولت کسی خاص طبقہ یا چند طبقوں میں ہی سمٹ کر نہیں رہ جاتی بلکہ وہ اجتماعی مفاد اور اجتماعی عدل کے عملی مقاصد پورے کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1) التوبہ 9: 60

(2) الذاریات 51: 19

(3) التوبہ 9: 103

(4) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث ابی موسیٰ، رقم الحدیث: 4347

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾[1]

"دولت تمہارے مالداروں کے درمیان گردش نہ کرتی رہے۔"

اسلامی معاشرے میں چند چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

1۔ اس میں سودی نظام کو ختم کیا جائے۔

2۔ نظام زکوٰۃ کا حقیقی نفاذ کیا جائے پھر زکوٰۃ کے علاوہ دیگر محاصل کی آمدن کے علاوہ اسلامی ریاست کو اپنے شہریوں میں مزید محاصل عائد کرنے کا بھی اختیار ہے تاکہ فلاح انسانی کے طور پر کام میں آسکیں، تمام علماء نے ان زائد ٹیکسوں کے نفاذ کے چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔

1۔ لوگوں کی ضرورت سے زائد ٹیکس نہ ہو۔

2۔ ایسا ٹیکس نہ لگایا جائے جو ٹیکس دہندہ کے لیے بظاہر ناقابل برداشت ہو۔

3۔ جو محاصل وصول کیے جائیں ان کے خرچ کرنے میں اسراف اور بددیانتی کی جائے۔

4۔ بڑے بڑے بیوروکریٹس اور سربراہ مملکت حکومتی اخراجات کم کر کے غریبوں پر رحم وشفقت والا معاملہ کریں۔

5۔ اسلام کے نظام وراثت کو نافذ کیا جائے۔ خصوصاً عورتوں کو بطور ماں، بہن اور بیٹی اس کا حق دیا جائے۔[2]

محدث کبیر امام ابن حزم "المحلی" میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے پاس فالتو سواری ہے وہ اسے لوٹا دے جس کے پاس سواری نہیں یا جن کے پاس اپنی ضرورت سے زائد غذا ہے وہ ان لوگوں کو لوٹا دے جن کے پاس غذا نہیں ہے۔[3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زائد چیز رکھنے والے کا حق نہیں ہے بلکہ یہ اس کے لیے ہے جس کو حق دار سمجھ کر دے دی جائے۔

فقراء کی محبت اور ان کی معاشی کفالت:

محسن انسانیت ﷺ نے اس طبقہ کو اس کا صحیح مقام اس طرح دیا ہے:

---

(1) الحشر 59: 7

(2) غزنوی، ابوبکر، مولانا، قربت کی راہیں، مکتبہ غزنویہ، لاہور، طبع اول، 1977ء، ص: 83

(3) اندلسی، علی بن احمد، المحلی بالآثار، دار الفکر، بیروت، س۔ن، 6/157

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«هَلۡ تُنۡصَرُونَ وَتُرۡزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمۡ؟»[1]

"تمہاری مدد اور تمہارے رزق کا سبب صرف تمہارے کمزور بھائی ہیں۔"

پھر اسی طرح دوسری جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«ابۡغُونِي فِي ضُعَفَائِكُمۡ فَإِنَّمَا تُرۡزَقُونَ أَوۡ تُنۡصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمۡ»[2]

"حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کمزوروں کے بارے میں میرا دل خوش کرو۔ تمہیں زرق یا مدد تمہارے کمزوروں کے سبب ملتی ہے۔"

اقدامات اور آئندہ کیلئے لائحہ عمل:

1۔ غرباء اور بے روزگار لوگوں کے لیے ایسی طعام گاہیں قائم کی جائیں جن سے ان کی خوراک کا انتظام ہو سکے۔ تاکہ وہ خودکشی جیسے گھناؤنے فعل سے بچ سکیں۔ جیسا کہ دمشق میں تکیہ سلطان سلیم اور تکیہ شیخ محی الدین کی طعام گاہوں کے نمونے ملتے ہیں اسی طرح مغربی ممالک میں سوشل سیکورٹی کی سہولت ہے۔

2۔ ناداروں، مسکینوں کے لیے مکانات تعمیر کرنے چاہیں جن کے پاس اتنی طاقت ہی نہیں کہ وہ اپنے مکانات تعمیر کر سکیں یا کرایہ پر لے سکیں۔

3۔ راستوں میں عام لوگوں کے پانی پینے کے لیے رفاہ عامہ کے تحت صاف پانی پینے کا انتظام ہونا چاہیے۔

4۔ پہاڑی علاقوں میں غرباء و عوام کے لیے بھی پانی کے استعمال کا مناسب انتظام ہونا چاہیے۔

5۔ غریب لڑکوں لڑکیوں کی شادیوں کا انتظام بھی رفاہ عامہ کے تحت ہو تو فلاح معاشرہ کی ایک اچھی کڑی ہے۔

6۔ غریب طالب علموں کی مالی اعانت رفاہ عام کے تحت بھی ہونی چاہیے۔ بلکہ یہ کام گورنمنٹ اپنے سپرد لے۔ سویڈن اور جرمنی میں اسی وجہ سے تعلیمی نظام کافی بہتر ہے اور لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ وہاں پرائمری سے پی ایچ ڈی تک تعلیم مفت ہے۔ ہمارے ہاں بھی ایسا نظام ہو جائے کہ غریب گھرانوں کے وہ طالب علم جو پڑھائی میں بہت اچھے ہیں ان کی تعلیم میں مدد ہو۔

7۔ اسی طرح جو لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں ان کی رفاہ عامہ کے تحت بھی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ معاشرے کی

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب، رقم الحدیث: 2896

[2] خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: 5246

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدتک ہی نہیں بلکہ گورنمنٹ لیول پر بھی ان کو Appreciate کرنا چاہیے۔

8۔ رفاہ عامہ کے تحت ہسپتال کا قیام عمل میں لایا جانا چاہیے تاکہ غریب لوگوں کو علاج معالجے کی سہولت میسر ہو۔

9۔ اسی طرح دینی تعلیم کا نظام بھی رفاہ عامہ کے تحت بہتر طور پر سرانجام دینا چاہیے طلباء و علماء دین کی ضرورتوں کی بھی مدنظر رکھا جائے۔اور معاشرے میں انہیں شرف و تفضل ہونا چاہیے۔

مذکورہ تمام تجاویز کو سامنے رکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی بنیادی ضرورتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ جسے حکومت کو پورا کرنا چاہیے۔

1۔ رہائش 2۔ لباس و خوراک 3۔ تعلیم

4۔ روزگار 5۔ حادثات سے بچاؤ کا انتظام

10۔ (Housing Societies) میں مکانات کی تعمیر اور Financing کے عمل کو آسان بنانا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❶ غرباء اور بے روزگار لوگوں کے لیے ایسی طعام گاہیں قائم کی جائیں جن سے ان کی خوراک کا انتظام ہو سکے۔ تاکہ وہ خودکشی جیسے گھناؤنے فعل سے بچ سکیں۔ جیسا کہ دمشق میں تکیہ سلطان سلیم اور تکیہ شیخ محی الدین کی طعام گاہوں کے نمونے ملتے ہیں اسی طرح مغربی ممالک میں سوشل سیکورٹی کی سہولت ہے۔ ❷ ناداروں، مسکینوں کے لیے مکانات تعمیر کرنے چاہیں جن کے پاس اتنی طاقت ہی نہیں کہ وہ اپنے مکانات تعمیر کر سکیں یا کرایہ پر لے سکیں۔ ❸ راستوں میں عام لوگوں کے پانی پینے کے لیے رفاہ عامہ کے تحت صاف پانی پینے کا انتظام ہونا چاہیے۔ ❹ پہاڑی علاقوں میں غرباء و عوام کے لیے بھی پانی کے استعمال کا مناسب انتظام ہونا چاہیے۔ ❺ غریب لڑکوں لڑکیوں کی شادیوں کا انتظام بھی رفاہ عامہ کے تحت ہو تو فلاح معاشرہ کی ایک اچھی کڑی ہے۔ ❻ غریب طالب علموں کی مالی اعانت رفاہ عام کے تحت بھی ہونی چاہیے۔ بلکہ یہ کام گورنمنٹ اپنے سپرد لے۔ سویڈن اور جرمنی میں اسی وجہ سے تعلیمی نظام کافی بہتر ہے اور لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ وہاں پرائمری سے پی ایچ ڈی تک تعلیم مفت ہے۔ ہمارے ہاں بھی ایسا نظام ہو جائے کہ غریب گھرانوں کے وہ طالب علم جو پڑھائی میں بہت اچھے ہیں ان کی تعلیم میں مدد ہو۔ ❼ اسی طرح جو لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں ان کی رفاہ عامہ کے تحت بھی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ معاشرے کی حد تک ہی نہیں بلکہ گورنمنٹ لیول پر بھی ان کو Appreciate کرنا چاہیے۔ ❽ رفاہ عامہ کے تحت ہسپتال کا قیام عمل میں لایا جانا چاہیے تاکہ غریب لوگوں کو علاج معالجے کی سہولت میسر ہو۔ ❾ اسی طرح دینی تعلیم کا نظام بھی رفاہ عامہ کے تحت بہتر طور پر سرانجام دینا چاہیے طلباء و علماء دین کی ضرورتوں کی بھی مدنظر رکھا جائے۔ ❿ معاشرے میں انہیں شرف و تفضل ہونا چاہیے۔

ISBN: 978-627-7710-00-2

زیر اہتمام:

شعبہ علوم اسلامیہ و سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ۔ اوکاڑہ